کیے ہیں وہ کچھ ایسے زیادہ قوی نہیں ہیں کہ اُن کی وجہ سے اس قدیم مسلمہ نظریہ کی تغلیط ہو سکے۔ پھر ادھ بالی کی لڑکی کے واقعہ نکاح سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ بھی محلِ نظر ہے۔ کتاب میں کئی نقشے بھی ہیں جن سے تاریخی واقعات کے سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ زبان صاف و سلیس، اور انداز بیان شگفتہ۔ اُمید ہے کہ تاریخ اسلام کے دوسرے حصّے بھی ایسے ہی کامیاب ہونگے۔ (س)

بغداد کا جوہری مترجم اشرف صبوحی دہلوی۔ ناشر کتب خانۂ علم و ادب دہلی۔ کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ، کتاب مجلد ہے اور جلد پر خوبصورت گرد پوش۔ قیمت عہ، صفحات تقریباً ۱۷۶، سائز ۲۰×۳۰/۱۶

یہ ایک ناول ہے، جو کسی مغربی زبان سے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ اب اسے اشرف صاحب نے اُردو میں منتقل کیا ہے، ترجمہ صاف شستہ اور سلیس ہے۔ اشرف صاحب اپنے مضامین میں دلّی کی زبان روزمرہ اور محاورات کے استعمال کا اچھا سلیقہ رکھتے ہیں، چنانچہ اس ترجمہ میں بھی اُنہوں نے اس خوبی کو برقرار رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

بعض مغربی ناول نویسوں اور افسانہ نگاروں کے لیے مشرقی بالخصوص ایشیائی سرزمین ہمیشہ عجیب و غریب تخیلات کا مرکز بنی رہی ہے اور اُنہوں نے جب کبھی ان تخیلات کی بنیادوں پر کوئی افسانہ لکھا ہے اُس میں ہمیشہ حیرت انگیز، مافوق الفطرت اور مہمل کردار پیش کیے ہیں، جنہیں صرف وہ طبیعتیں گوارا کر سکتی ہیں جو ایشیا کے متعلق اپنے اندر جذبہ تضحیک و تذلیل رکھتی ہیں۔ یہ ناول بھی الف لیلہ کے افسانوں سے ملتی جلتی اسی قسم کی ایک کرداری تمثیل ہے، جس کا ماحول، فضا اور پلاٹ اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ ناول اُس دور کی پیداوار ہے جب مذہبی تصورات کے غلبہ نے مغربی ادبیات کو "اخلاقی تماثیل"۔ "اسرار غیب" اور "معجزات" وغیرہ قسم کی چیزوں تک محدود و محصور کر رکھا تھا۔ یا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کلاسیکل ادب سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے! (م)

دوشیزۂ صحرا مترجم: صادق الخیری دہلوی ایم اے۔ ناشر: کتب خانۂ علم و ادب دہلی۔ کتابت طباعت اور

کاغذ عمدہ۔ قیمت مجلد عہ ضخامت ۲۱۶ صفحات۔ تقطیع $\frac{20\times30}{16}$، جلد پر رنگین و مصور گرد پوش۔ جس کے تصویری اشارات" ناول کے پلاٹ کی خوفناک گر دلکش فضا کو پیش کرتے ہیں۔

یہ انگریزی کی ناول نگار مس جون کونکوسٹ کے ایک ناول کا کامیاب اُردو ترجمہ ہے اور اگرچہ اپنے پلاٹ کے اعتبار سے "بغداد کے جوہری" کا چھوٹا بھائی کہلانے کا مستحق ہے ، تاہم اس کے مطالعہ سے وہ تلخی و ناگواری پیدا نہیں ہوتی ، اور بعض معمولی لغزشوں کو چھوڑ کر جو معاشرت سے تعلق رکھتی ہیں یہ ناول فنی معیار پر پورا اُترتا ہے۔ اس کی تعمیر صحرائے عرب کی فضا ، بدوؤں کی دہشت انگیز اور خونخوار فطرت سے تعلق رکھنے والے ایک دلچسپ پلاٹ پر کی گئی ہے ، جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مصنفہ ادب کے لیے ایک کامیاب "شخصیت" کی مالک ہیں۔ جسکے سحر کار اثرات اس ناول میں پوری طرح کارفرما ہیں۔ افسانہ نگاری میں صداقتِ احساس جذبات کے قیام کی بنا سمجھی جاتی ہے اور ہر کامیاب افسانہ نگار میں جذبات کے لیے ایک مکمل قوت بیان ہونا لازمی ہے۔ یہ دونوں چیزیں مس جون کونکوسٹ میں بدرجہ اتم موجود ہیں "دوشیزہ صحرا" کے پلاٹ میں انہوں نے پورے جوش وخلوص کے ساتھ رنگ آمیزی کی ہے ، لیکن وہ اس میں اس درجہ محو اور گم ہو کر رہ گئی ہیں کہ واقفیت کا دامن اکثر مقامات پر ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اُنھوں نے اپنے پلاٹ کو جس ماحول اور فضا سے وابستہ کیا ہے وہ اُس سے بُعد مکانی کے باعث کوئی گہری واقفیت نہیں رکھتیں ، بلکہ صرف "سیاحانہ مشاہدات" ان کا سرمایہ ہیں۔

ناول کی مشرقی ہیروئن میں مغربیت کے جواز کے لیے فاضل مترجم نے اپنے "پیش لفظ" میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ وہ "خالص عربی نژاد نہیں ہے" "اس کے خون میں مغربی آمیزش بھی ہے" لیکن ہم اس سے متفق نہیں کیونکہ خود ناول کے پیش کردہ واقعات بتاتے ہیں کہ پیدائش کے وقت سے ہی اس کی پرورش ایسے ماحول میں ہوئی جو سراسر مشرقی ہے۔ اس قسم کی دو چار خامیاں اس ناول میں ایسی ہیں کہ اس کی فنی اور اسلوبی نزاکت وخوبی کے باوجود ہمارا اجتماعی شعور اسے گوارا کرنے پر آمادہ نہیں ، اور ہم اپنی معاشرت